سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر منتخب مآخذ کی روشنی میں

(An Analysis of the Historiography of *Sīrah* Works in the light of Selected Sources)

عطاء الرحمن ☆

Abstract

The Prophetic biographies have been constantly inscribed since the time of the *ṣaḥābah* till present day. In accordance with the changing trends and circumstances, the *sīrah* writers adopted and followed new styles and methodologies for their works. The intellectual task of collecting information about *sīrah*, its compilation, and codification was brought to a successful completion till the third century AH. The following generations of *sīrah* writers solely depended on them without adding something new to it, and therefore, there has been no change/ modification in this area. But as far as styles of writings, elucidations and explanations, long and short works out of the already codified *sīrah* material are concerned, biographers have contributed a great deal to this area. This research paper critically examines the historiography of *sīrah* literature, various methodologies and trends adopted by selected writers for writing s*īrah* of the Prophet Muḥammad (SAW). For the sake of brevity, a model-specimen has been selected from each period.

رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کے لحاظ سے قرآن کریم کا اکمل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کے الفاظ کا عکس ہے۔ جب اُم المومنین عائشہ صدیقہ سے آپ ﷺ کے خلق عظیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: کان خلقہ القرآن[1] یعنی آپ ﷺ کا خلق (سیرت) قرآن تھا۔ قرآن مجید سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔" وَلاَ تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ ، وَلاَ يَخْلَقُ ، عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ "[2] قرآن مجید کے عجائبات کبھی بھی ختم ہونے والے نہیں اور بار بار پڑھنے سے یہ پرانا نہیں ہوتا یعنی اس سے دل نہیں اکتاتا لہذا قرآن مجید اگر قرآن صامت یعنی خاموش قرآن ہے تو نبی کریم ﷺ کا وجود گرامی قرآن ناطق ہے۔ اگر قرآن صامت کے عجائبات و غرائب لامتناہی ہیں تو قرآن ناطق کے عجائب و غرائب کیسے متناہی ہوسکتے ہیں؟ وہ بھی لامتناہی ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت نگاری جو کہ دور صحابہ سے شروع ہوئی، آج تک بغیر کسی تعطل کے چلی آرہی ہے اور ہر دور میں وقت اور حالات کے رجحانات کے مطابق نئے نئے مناہج ورجحانات سامنے آئے ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، ملاکنڈ یونیورسٹی، چکدرہ، لوئر دیر

چونکہ تیسری صدی ہجری تک جملہ دینی علوم وفنون کی جمع و تدوین کا کام پورا ہو چکا تھا اور بعد کے مصنفین کے لئے اسی دور کی کتابیں اصل الاصول ہیں، اس لئے اس میں من حیث الفن کوئی اضافہ نہیں ہوا البتہ اس میں تفنن و تنوع اور اجمال و تفصیل کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور آیندہ بھی جاری رہے گا۔[3] زیر نظر مضمون میں تیسری صدی ہجری کے بعد کی سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر، مناہج و رجحانات کا ایک ارتقائی جائزہ منتخب مآخذ کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر قرن سے بطور نمونہ ایک مصدر کا انتخاب کیا گیا ہے۔

تاریخ الرسل والملوک

یہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری (م ۳۱۰ھ) کی تالیف ہے۔ طبری عہد بنو عباس کے بڑے مفسر اور عظیم مؤرخ ہیں۔[4] ان کی تفسیر طبری (جامع البیان) ایک طرف اِسلامی معارف کا ایک ایسا بھرپور خزانہ ہے، جو ان کے علم و فضل کی گواہی دیتا ہے، تو دوسری طرف تاریخ طبری ملت اسلامیہ کے ابتدائی عروج کے بارے میں معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ ہے۔ جو تاریخ اِسلام پر مضبوط گرفت کا پتہ دیتا ہے۔ سیرت پر طبری کی الگ تصنیف تو موجود نہیں لیکن ان کی تاریخ کی دوسری اور تیسری جلد سیرت نبویؐ پر مشتمل ہیں۔

کتاب کی تمہید میں انبیائے سابقین اور مختلف قوموں کے نامور سلاطین خصوصاً ساسانی دور کے بادشاہوں کا مفصل بیان ہے۔ اس کے بعد فارس کے ملوک کا مفصل ذکر کیا ہے۔ پھر باقاعدہ سیرت کا آغاز کر کے نبی کریمؐ کے شجرہ نسب سے لے کر وفات تک کے تمام واقعات بیان کئے ہیں۔

مصنف نے واقعات کو ''سن وار'' عنوانات کے تحت سال بہ سال جیسے جیسے پیش آتے گئے بیان کیا ہے۔ طبری خود بھی محدث تھے۔ آپ نے طریق محدثین کی پیروی کر کے واقعات کو باقاعدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

تاریخ طبری متفرق موضوعات مثلاً لغت، ادب، سیرت و تاریخ، تفسیر و حدیث وغیرہ کی جامع ہے۔ نیز اُنہوں نے اپنے سے پہلے کے اکثر سیر و مغازی اور تاریخ کے مؤلفین کی تاریخی روایات اور ان کی کتابوں کے اقتباسات بھی محفوظ کر لیے ہیں۔ جو کہ ایک عظیم علمی سرمایہ ہے۔

طبری نے اپنی کتاب میں مختلف روایات جمع کی ہیں اور ہر روایت کو اس کے ناقل کی طرف منسوب کیا ہے اور حاشیہ آرائی کا کام پڑھنے والے پر چھوڑ دیا ہے، کہ چاہے وہ حق میں فیصلہ کرے یا خلاف کرے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ طبری میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی بنیاد پر مستشرقین نے رسول اللہؐ کی خانگی زندگی پر سخت اعتراضات کئے ہیں۔[5]

تاہم طبری نے اپنی کتاب کے آغاز میں اپنا نقطۂ نظر واضح کر کے لکھا ہے:

> وليعلم الناظر في كتابنا هذا أن اعتمادي في كل ما أحضرت ذكره فيه مما شرطت أني راسمه فيه إنما هو على ما رويت من الأخبار التي أنا ذاكرها فيه والآثار التي أنا مسندها إلى رواتها فيه دون ما أدرك بحجج العقول واستنبط بفكر النفوس إلا اليسير القليل منه إذ كان العلم بما كان من أخبار الماضين وما هو كائن من أنباء الحادثين غير واصل إلى من لم يشاهدهم ولم يدرك زمانهم إلا بإخبار المخبرين ونقل الناقلين دون الاستخراج بالعقول والاستنباط بفكر النفوس فما يكن في كتابي هذا من خبر ذكرناه عن بعض الماضين مما يستنكره قارئه أو يستشنعه سامعه من أجل أنه لم يعرف له وجها في الصحة ولا معنى في الحقيقة فليعلم أنه لم يؤت في ذلك من قبلنا وإنما أتي من قبل بعض ناقليه إلينا وأنا إنما أدينا ذلك على نحو ما أدي إلينا [6]
>
> "ناظرینِ کتاب یہ بات سمجھ لیں کہ میں نے جو اخبار و حوادث اس کتاب میں نقل کئے ہیں اس میں میرا اعتماد انہی روایات پر ہے جنہیں میں نے ذکر کیا ہے جن کے ساتھ ان کی سند بھی مذکور ہے اس میں وہ حصہ بہت ہی کم ہے جنہیں میں نے عقلی دلائل کے ادراک اور وجدانی استنباط کے بعد ذکر کیا ہے کیونکہ گذشتہ واقعات و حوادث کی خبروں کا نہ ذاتی طور پر ہمارا مشاہدہ ہے نہ وہ زمانہ ہم نے پایا ہے ان کا علم ہمیں صرف ناقلین اور رواۃ کی بیان کردہ خبروں سے ہی ہو سکتا ہے، نہ کہ عقلی دلائل اور استنباط سے۔ پس ہماری کتاب میں بعض ایسی روایات ہیں جنہیں ہم نے پچھلے لوگوں سے نقل کیا ہے، اگر ان روایات سے ہماری کتاب کے پڑھنے یا سننے والے اس بناء پر تکلیف محسوس کریں کہ اس میں اُنہیں صحت کی کوئی وجہ اور معنی میں کوئی حقیقت نظر نہ آئے تو اُنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اُن کا اندراج ہم نے خود اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ اس کا منبع وہ ناقل ہیں جنہوں نے وہ روایات ہمیں بیان کیں اور ہم نے وہ روایات اسی طرح بیان کر دی ہیں جس طرح ہم تک پہنچیں"۔

طبری نے صرف روایات کا ایک وافر ذخیرہ ایک جگہ پر جمع کر دیا ہے۔ جو اِس لحاظ سے یقیناً قابل تحسین ہے کہ آنے والے لوگ اس میں غور و خوض اور تحقیق و تدقیق کے بعد ایک صحیح اور مستند تاریخ کی کتاب مرتب کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر طبری بھی محدثین کی طرح اِن روایات کو نقد و جرح کے بعد اپنی کتاب میں جمع کرتے تو تاریخ طبری ایک مستند کتاب کا درجہ حاصل کر لیتی۔[7]

جوامع السیرۃ

یہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان بن سفیان بن یزید (م۴۵۶ھ) کی تالیف ہے۔ ابن حزم تفسیر، حدیث، علم کلام، فلسفہ، تاریخ، تقابل ادیان اور سیر و مغازی کے مشہور عالم تھے۔ ابن حزم کا ابتدائی رجحان شافعی مسلک کی جانب تھا، بعد میں اُنہوں نے ظاہری مسلک اختیار کیا اور اس کی تائید و تاسیس اور نشر و اشاعت میں اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دیں۔[8]

سیرت نبویؐ پر ان کی مشہور کتاب کا نام جوامع السیرۃ ہے۔ ابن حزم نے آپؐ کی سیرت مختصر مگر جامع انداز میں پیش کی۔ آپ نے اس کتاب میں سیرت نبویؐ پر وہ بنیادی مواد فراہم کیا جن سے سیرت کا کوئی طالب علم بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

مصنف نے یہ کتاب جس والہانہ عقیدت سے لکھی۔ اِس کا اندازہ آپ کے درجہ ذیل اقتباس سے کیا جا سکتا ہے:

''إن سيرة محمد صلى الله عليه وسلم لمن تدبرها تقتضي تصديقه ضرورةً، وتشهد له بأنه رسول الله صلى الله عليه وسلم حقاً، فلو لم تكن له معجزة غير سيرته صلى الله عليه وسلم لكفى ''[9]

''جو شخص محمد رسول اللہؐ کی سیرت کا بغور مطالعہ کرے گا وہ لامحالہ آپؐ کی تصدیق پر مجبور ہو گا، کیونکہ آپؐ کی سیرت طیبہ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آپؐ حقیقت میں اللہ کے رسول ہیں اگر اس کے سامنے آپؐ کی سیرت کے سوا کوئی اور معجزہ نہ بھی ہو تو یہی اس کے لئے کافی ہے''

واقعات کے تجزیہ میں دقتِ نظر، غور و فکر، تقابل کے بعد صحیح روایت کا انتخاب، ان غلط فہمیوں کی تصحیح جو عجلت یا قلتِ تدبر کی بناء پر صادر ہوتی ہیں، ابن حزم کی سیرت نویسی کی وہ خصوصیات ہیں جن کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

ابن حزم نے سیرت نویسی میں تلخیص کا طریقہ اختیار کیا ہے اِسی لئے اُنہوں نے سیرت میں اشعار اور قصّے ذکر نہیں کئے ہیں۔ تلخیص میں ان کا منہج یہ ہے کہ وہ متفرق مواد کو ایک عنوان کے تحت جمع کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک فصل میں رسول اللہؐ کے امراء کے نام لکھتے ہیں۔ دوسری فصل میں سرایا درج کرتے ہیں اور تیسری فصل میں آپؐ کی ازواج مطہرات و اولاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔[10]

جوامع السیرۃ کے عمومی ڈھانچہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابن حزم کا زیادہ تر اعتماد سیرت ابن اسحٰق پر ہے۔ خاص طور پر مغازی کے بیان میں جب وہ ہر غزوہ میں شریک ہونے والے مسلمان اور مشرکین، مسلمان شہداء اور مقتولین مشرکین کی فہرستیں تیار کرتے ہیں یا ابن اسحٰق کی روایت کا دوسرے سیرت نگاروں سے اختلاف واقع ہوتا ہے۔

مثلاً حافظ ابن حزم لکھتے ہیں کہ غزوہ بنی المصطلق سے مسلمانوں کی واپسی کے بعد واقعہ اِفک کے بارے میں جو سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کے درمیان بحث اور گفتگو ہوئی تھی۔ بقول ابن حزم یہ راوی کا وہم ہے، اسلئے کہ سعد بن معاذؓ کا انتقال غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہو چکا تھا اور غزوہ بنو قریظہ ذیقعدہ ۴ھ کے اواخر میں ہوا جبکہ غزوہ بنی المصطلق جسمیں یہ واقعہ افک پیش آیا شعبان ۶ھ میں حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات کے ایک سال آٹھ ماہ بعد پیش آیا۔ لہٰذا ان دونوں کے درمیان ملاقات ممکن نہیں۔ یہاں حافظ ابن حزم ابن اسحٰق کے قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ گفتگو حضرت سعد بن عبادہؓ اور اُسید بن حضیرؓ کے درمیان ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔[11]

ابن حزم نے سن ہجری کی تاریخ کے تعین میں بھی اپنی ایک مستقل رائے قائم کی ہے۔ وہ سن ہجری کی ابتداء ماہِ محرم کی بجائے ماہِ ربیع الاوّل قرار دیتے ہیں اور اسی سے واقعاتِ سیرت کی تاریخ لکھتے ہیں اس سے حافظ ابن حزم کی غرض اس سن ہجری کی مخالفت نہیں ہے جس پر عمر فاروقؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمان متفق ہیں۔ در حقیقت آپ کا یہ طریقہ خالص تاریخی نقطہ نظر سے تاریخوں کے تعین میں زیادہ دقیق اور قرین صواب ہے۔[12]

ابن حزمؒ کی سیرت نگاری کا یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ آپ سیرت کا بیان سرسری انداز میں نہیں کرتے، نہ محض ثواب کی نیت سے اور نہ سیرت نگاوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرنے کے لئے، بلکہ سیرت رسولؐ آپ کے نزدیک آپؐ کی نبوت کی حقانیت کا ایک روشن اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ معجزہ دلائل نبوت میں سے ہے لیکن آپؐ کی سیرت وہ معجزہ ہے۔ جس کی طاقت، تاثیر اور معنویت تمام معجزات سے زیادہ ہے۔ اس نظریئے کے تحت حافظ ابن حزمؒ سیرت رسولؐ کی نشر واشاعت کرتے ہیں۔[13]

کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: یہ قاضی عیاض الاندلسی (م ۵۴۴ھ) کی تالیف ہے۔ قاضی عیاض حدیث اور علوم حدیث، نحو، لغت، کلام عرب اور ان کے ایام وانساب میں اپنے وقت کے امام تھے۔[14]

حدیث ومتعلقات حدیث اور سیرت کے باب میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ تاہم سیرت نگاری کے حوالہ سے آپ کی بہترین تصنیف کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

> ''وهو : كتاب عظيم النفع كثير الفائدة لم يؤلف مثله في الإسلام شكر الله - سبحانه وتعالى - سعي مؤلفه وقابله برحمته وكرمه ''[15]

ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

''لما رأيت كتاب الشفاء فى شمائل صاحب الأصطفاء اجمع ما صُنِّفَ فى بابہٖ مجملاً من الاستيفاءِ لعدمِ امكان الوصول الى انتهاء الاستقصاءِ قصدت أنْ اخدمه بشرحٍ''[16]

''جب میں نے منتخب ترین ہستی کے شمائل کے باب میں کتاب شفاء دیکھی۔ جو اس موضوع پر اجمالاً اِحاطہ کرنے والی کتابوں سے جامع ترین ہے۔ کیونکہ کماحقہ' احاطہ تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ تو میں نے شرح کے ساتھ اس کی خدمت کا اِرادہ کیا''

کتاب الشفاء کا منہج دیگر کُتبِ سیرت سے خاصا مختلف ہے۔ اس کتاب میں آپؐ کی باقاعدہ سیرت کہ جس میں آپؐ کی مبارک زندگی کو پیدائش سے لے کر وصال تک واقعات کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے موجود نہیں بلکہ آپؐ کے حقوق اور شمائل و فضائل کو صحیح اور مستند احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم اس کتاب میں بعض ضعیف احادیث بھی موجود ہیں۔ جن کی حافظ جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب ''مناہل الضعفاء فی تخریج احادیث الشفاء'' میں نشاندہی کی ہے۔ کتاب الشفاء کے اہم مباحث درج ذیل ہیں:

قسم اوّل

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نبی کریمؐ کی ثنا جمیل۔ اس باب میں دس فصلیں ہیں۔

آپؐ کی تکمیل صورت وسیرت۔ اس باب میں ستائیس فصلیں ہیں۔

آپ کی رفعتِ شان۔ اِس باب میں بارہ فصلیں ہیں۔

معجزاتِ نبویؐ۔ اِس میں تیس فصلیں ہیں۔

قسمِ ثانی

- آپؐ پر ایمان لانا اور آپؐ کی اِطاعت کا فرض ہونا۔ اِس میں پانچ فصلیں ہیں۔
- رسول اللہؐ سے محبت اور آپؐ سے اِخلاص۔ اِس باب میں چھ فصلیں ہیں۔
- نبی کریمؐ کی تعظیم وتوقیر۔
- آپؐ پر دُرود و سلام۔ اِس باب میں دس فصلیں ہیں۔

قسمِ ثالث

- آپؐ کے اُمورِ دینیہ۔ اِس باب میں سولہ فصلیں ہیں۔

- آپؐ کے لئے اُمورِ دنیویہ۔ اِس میں نو فصلیں ہیں۔

قسم رابع

- نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں احکامات۔ اِس قسم میں تین باب ہیں اور ہر باب کئی فصول پر مشتمل ہے۔

عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر

یہ ابو الفتح محمد بن محمد بن عبد اللہ الاشبیلی المصری المعروف بابن سیّد النّاس (م ۷۳۴ھ) کی تالیف ہے۔ سیرت نبویؐ کے موضوع پر یہ جامع اور معتبر کتاب ہے۔ مصنف نے معیاری کتب سیرت کو مآخذ بنا کر جہاں سے جو کچھ نقل کیا ہے وہیں اس کی سند بھی دی ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل کے آغاز میں مغازی و سیر کے دو مشہور سیرت نگاروں [محمد بن اسحق اور واقدی] کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال ذکر کئے ہیں اور ان کا محاکمہ کر کے دونوں کو سیرت کے میدان میں قابلِ اعتبار ٹھہرایا ہے۔

ابن سید الناس نے اپنی اس کتاب کو تاریخی انداز میں لکھا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

> ''سالِکاً فی ذالک ما اقتصاہ التاریخ من ایراد واقعۃ بعد اُخرٰی، لا ما اقتصاہ الترتیب من ضم الشیء الی شکلہ و مثلہ''[17]
>
> ''یعنی اس کتاب کی تصنیف میں، میں نے تاریخ کا اعتبار کیا ہے۔ کہ ایک واقعہ کے بعد پیش آنے والا واقعہ لکھوں۔ اور یہ طریقہ اختیار نہیں کیا کہ یکساں مسائل اور واقعات کو ترتیب وار بیان کروں''

اگر کسی واقعہ سے متعلق کوئی صرفی، نحوی، محدثانہ، فقیہانہ یا کلامی بحث ہو، تو واقعہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد ''ذکر فوائد تتعلق بہٰذہِ الاخبار'' کے عنوان سے لاتے ہیں۔ مصنف ضعیف اور موضوع روایات اس غرض سے ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کے ضُعف یا وضع کو ظاہر کیا جائے۔ مثلاً وفات کے وقت ابو طالب کا ایمان، یا آپؐ کے والدین کا بعد از وفات زندہ ہونا اور ایمان لانا۔ ابن سید الناس لکھتے ہیں: لا معمول علیہا[18] یعنی یہ ایسی بے بنیاد روایات ہیں کہ جن پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد تفصیلی طور پر ان مذکورہ روایات کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے، جس سے آپ کی دقیق النظری کا پتہ چلتا ہے۔

زاد المعاد فی ھدی خیر العباد

یہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الدمشقی المعروف بابن قیم الجوزی (م ۷۵۱ھ) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے اور بالخصوص سیرت نبویؐ کے موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ مصنف نے اس میں رسول اللہؐ کی سیرت و صورت، خصائل و شمائل، عادات و اخلاق اور رفتار و گفتار سے متعلق ایک ایک بات محفوظ کر دی ہے۔

ابن قیمؒ کا منہج یہ ہے کہ اُنھوں نے سب سے پہلے واقعات کو سیرت کی کتب سابقہ سے اخذ کیا ہے۔ پھر ان واقعات سے متعلق احادیث کو ذکر کیا ہے اور ہر روایت کو نقد و جرح کی کسوٹی پر پرکھا ہے اور تمام رُواۃ و اسناد پر تحقیقی نظر ڈالی ہے۔

ابن قیمؒ چونکہ ایک بڑے فقیہہ بھی تھے اِس لئے وہ صرف واقعات کے بیان پر اکتفاء نہیں کرتے۔ ان سے بسا اوقات فقہی احکامات کا استنباط بھی کرتے ہیں مثلاً وفد کندہ اس حالت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ وہ ریشم کے کپڑوں میں ملبوس تھے جب آپؐ نے اُن سے کہا کہ مسلمانوں کے لئے ریشمی لباس ممنوع ہے تو اُنھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔[19] ابن قیم اِس واقعہ سے استنباط کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حرام چیزوں کو ضائع کر دینا چاہیے۔ فقہ السیرۃ کے موضوع پر یہ ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ مصنف نے زاد المعاد میں طبِ نبوی سے متعلق اَدعیہ ماثورہ کے علاوہ دواؤں اور جڑی بوٹیوں کے خواص و فوائد پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن قیم کو فنِ طب سے کتنی گہری دلچسپی ہے۔ یہ کتاب اپنی معنویت، افادیت اور اہمیت کے اعتبار سے واقعی زادالمعاد یعنی توشہ آخرت ہے۔

البدایۃ والنھایۃ

یہ ابو الفداء عماد الدین اِسماعیل بن عمرو بن کثیر القرشی، الدمشقی الشافعی (م ۷۷۴ھ) کی تالیف ہے۔ البدایۃ والنھایہ اگرچہ بنیادی طور پر کتب تاریخ کی صف میں آتی ہے، لیکن کتب سیرت میں بھی ان کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس کی چار جلدیں سیرت نبوی کے لئے مختص ہیں۔

یہ کتاب روایات کی صحت واقعات کی ترتیب، مصنف کے مطالعہ کی وسعت اور نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت، مختلف علوم سے کسب فیض اور اس کے اختصار و جامعیت اور نبی کریمؐ کی ذات سے والہانہ لگاؤ کی وجہ سے ایک بے حد مفید تصنیف ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنھایہ میں مذکور سیرت نبویؐ کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصے کو کتاب کا نام دیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ کتاب المبعث

۲۔ کتاب المغازی

۳۔ کتاب البعوث

۴۔ کتاب الوفود

۵۔ کتاب الحجۃ الوداع

۶۔ کتاب الشمائل

۷۔ کتاب دلائل النبوت[20]

ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب کو مختلف ذیلی عنوانات، فصول اور ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ اِبتداء میں سن درج کرنے کا خاص اہتمام نہیں کیا ہے تاہم ترتیب زمانی کا لحاظ کرتے ہوئے واقعات و حالات بیان کئے گئے ہیں۔ البتہ ہجرتِ مدینہ سے واقعات کی سن وار ترتیب موجود ہے۔

حافظ ابنِ کثیرؒ کا منہج یہ ہے کہ وہ سیرت نبویؐ کا ذکر کرتے وقت سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی تاریخ کے ابتدائی حصے سے لے کر سیرتِ نبویؐ، مغازی، شمائل و دلائل اور دیگر واقعات سے متعلق ضروری مقامات پر قرآنی آیات سے اِستشہاد تفسیری نکات اور مختلف معتبر تفسیروں کے حوالے نقل کئے ہیں۔ چنانچہ کتاب کی ابتداء میں جب تخلیق کائنات سے شروع کرتے ہیں تو موقع و محل کی مناسب آیت: '' اَاللہُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَ ہُوَ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ''[21] سے شروع کرتے ہیں۔ سیرتِ نبویؐ کی اِبتداء سورۃ انعام کی آیت: ''اَاللہُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ''[22] سے کیا ہے۔ مغازی الرسول میں غزوہ بدر کے واقعات شروع کرنے سے پہلے یہ آیتِ کریمہ: '' وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ''[23] کو درج کیا ہے۔ اِسی طرح آپ نے سیرت نبویؐ اور انبیاء کرام کے واقعات و حالات میں تقریباً چھ ہزار مقامات پر مختلف آیات ذکر کی ہیں۔ اِس طریقہ کار سے ایک طرف تو حافظ ابنِ کثیرؒ کی قرآن فہمی کا بھرپور احساس ہوتا ہے تو دوسری طرف سیرتِ نبویؐ کے واقعات سے گہری واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ حافظ ابنِ کثیرؒ نے تاریخ اور علم الحدیث میں عجیب امتزاج کی ایک جدید اسلوب کی بنیاد ڈالی ہے اور محدثین و مؤرخین کے دو مختلف فنون کو یکجا کیا ہے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں واقعات سیرت کو بیان کرکے اور اس کے ساتھ سند و متن کی تحقیق و تنقیح کے سلسلے میں جرح و تعدیل کے ماہر علماء کے اقوال بکثرت نقل کئے ہیں۔ وہ ایک تاریخی خبر نقل کرکے مختلف حدیثی مصادر سے ان کے لئے شواہد و نظائر پیش کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ نے سیرتِ نبویؐ کی تشکیل میں ان احادیث کے مابین جمع و تطبیق دینے کی کوشش کی ہے جس میں بظاہر تناقض نظر آتا ہے۔[24] اس کے علاوہ آپ سیرت نگاری کے ساتھ ضمناً بعض دوسرے دلچسپ معلومات بھی فراہم کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں تفسیر و حدیث، ناسخ و منسوخ، فقہ، کلام، اشعار اور دیگر مختلف علوم و فنون پر سابق مؤلفین کے جمع کئے ہوئے بیش بہا مواد کو سمونے کی کوشش کی ہے۔

حافظ ابنِ کثیرؒ کی اِس کتاب ''البدایۃ والنھایہ'' میں ضعیف روایات بھی در آئی ہیں جن میں سے بعض تو ایسی ہیں جن پر خود حافظ ابن کثیرؒ نے گرفت کی ہے۔[25] لیکن بعض ایسی روایات بھی ہیں جن پر آپؒ نے خاموشی اختیار فرمائی ہے۔[26] لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں اور اس سے کتاب کی افادیت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ

یہ شیخ احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی (م ۹۲۳ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف نے سیرت نبویؐ کو زمانی ترتیب سے تالیف کیا ہے۔ واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپ صرف واقعات درج کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ تحقیق طلب واقعات کی وضاحت کرتے وقت تمام ضروری معلومات پیش کرتے ہیں اور رُواۃ سے متعلق جرح و تعدیل بھی کرتے ہیں۔[27] تاہم اِس کتاب میں صحیح روایتوں کے ساتھ ضعیف اور موضوع روایتیں بھی موجود ہیں۔[28] یہ کتاب قاہرہ سے دو جلدوں میں ۱۲۸۱ھ میں شائع ہوئی اور اردو میں بھی دو جلدوں میں ہی سیرۃ محمدیہ کے نام سے مولانا عبد الجبار خان آصفی نظامی نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون (السیرۃ الحلبیہ)

یہ نور الدین علی بن برہان الدین الحلبی (م ۱۰۴۴ھ) کی تالیف ہے۔ کتاب کا نام انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ہے اور عموماً السیرۃ الحلبیہ کے نام سے مشہور ہے۔[29] اِس کتاب کے مأخذ کے بارے میں مصنف نے ابتداء ہی میں صراحت کی ہے کہ یہ کتاب فنِ سیرت کی دو معروف کتابوں یعنی ابن سید الناس (م ۷۳۴ھ) کی عیون الاثر اور شمس الدین محمد بن یوسف الشامی (م ۹۴۲ھ) کی السیرۃ الشامیہ (سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد) سے ماخوذ ہے۔ مصنف نے سیرت کے علاوہ بہت سے ایسے مسائل سے بھی بحث کی ہے جن کا تعلق عقائد اور عبادات سے ہے۔

مصنف نے سیرتِ نبویؐ کی تشکیل میں ان روایات کے مابین جمع و تطابق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے۔ یہ علم حدیث کا نہایت اہم فن ہے اور اس فن کا مقصد یہ ہے کہ دو بظاہر متضاد المعنٰی احادیث میں جمع و توفیق کی کوشش کی جائے یا ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے۔

علامہ حلبی نے جن مصادر سے معلومات و اقتباسات حاصل کئے ہیں ان مؤلفین کے نام اور اُن کی کتابوں کا تذکرہ حوالے کے طور پر ذکر کیا ہے۔ فروعی (فقہی) مسائل میں چونکہ مصنف اِمامِ شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کا پیروکار ہے اِس لئے جابجا اِمامِ شافعیؒ کے اقوال کا حوالہ دیتے ہیں۔[30] مصنف نے آیاتِ قرآنیہ سے بہت سی جگہوں پر اِستشہاد کیا ہے۔

شرح المواھب اللدنیہ

یہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م ۱۱۲۲ھ) کی آٹھ جلدوں پر مشتمل المواھب اللدنیہ (قسطلانی) کی شرح ہے جو کہ کتب سیرت میں زیادہ جامع، مستند اور محققانہ تصنیف تصور ہوتی ہے (۳۱)۔ مصنف نے ہر ایک بات کے متعلق جتنی حدیثیں مروی ہیں وہ سب ایک جگہ لکھ دی ہیں۔[31] یہ کتاب ۱۳۲۸ھ میں مصر سے چھپ چکی ہے۔

مختصر سیرۃ الرسول

یہ محمد بن عبد الوھاب بن سلیمان التمیمی (م ۱۲۲۴ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف نے حضرت آدمؑ سے لے کر نبی کریمؐ تک کے واقعات کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[32] اس کے بعد آنحضرتؐ کی حیات مبارکہ کو زمانی ترتیب سے جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف نے خوبصورتی سے قرآنی آیات، سیرت اور حدیث کے کتابوں سے واقعات کو چن چن کر اس انداز سے پیش کیا ہے گویا کہ موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہو، جہاں سے کوئی روایت اخذ کرتے ہیں تو ساتھ ہی مصادر و مراجع ذکر کرتے ہیں البتہ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سند حدیث ذکر نہیں کرتے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیرت نگاری نے اپنے ارتقائی سفر میں ابتدائی کاوشوں سے لے کر سنجیدہ اور پھر وقیع و مستند کتب تک رسائی میں کافی مراحل طے کئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری کے فن نے کافی ترقی کی اور مصنفین نے اسے ایک الگ فن کی حیثیت دیدی اور بالآخر بات یہاں تک پہنچی کہ سیرت ایک قد آور اور منفرد قسم کا موضوع بن گیا۔ جس کے نتیجے میں سیرت سید المرسلین اور تاریخِ اِسلام کے موضوع پر کافی کام ہُوا۔

حواشی

[1]۔ امام احمد، مسند امام احمد بن حنبل ج ۴۲، ص ۱۸۳، رقم ۲۵۳۰۲۔

[2]۔ الترمذی، محمد بن عیسٰی، سنن الترمذی، حدیث نمبر ۲۸۳۱۔

[3]۔ مبارکپوری، قاضی اطہر، تدوین سیر و مغازی، مقدمہ، ص ۱۳۔

[4]۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال، ج ۳ ص ۴۹۸، وسیز گین، فواد، ج ا ص ۱۵۹۔۱۹۶۔

[5]۔ نعمانی، شبلی، ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبیؐ، ج ا ص ۲۶۵۔۲۶۶۔

[6]۔ طبری محمد بن جریر، تاریخ طبری، مقدمہ، ج ا ص ۵۔

[7]۔ الوہابی، پروفیسر ڈاکٹر عبد الستار انصاری، تاریخ الرسل والملوک کی استنادی حیثیت، ششماہی مجلہ جامعہ پشاور، ج ۲، ش ۲، ۱۹۹۵ء، ص ۴۷۔

[8]۔ C. Van Arendok، ابن حزم، اُردو دائرہ معارف اِسلامیہ۔

[9]۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم، م ۴۵۶ھ، جوامع السیرۃ، مقدمہ، ص ۶۔

[10]۔ ایضاً، ص ۳۸، ۳۱، ۲۳، ۱۷۔

[11]۔ ایضاً، ص ۲۰۶۔

[12]۔ ایضاً، مقدمہ، ص ۱۰۔

[13]۔ ایضاً، مقدمہ، ص ۶۔

[14]۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ج ۳ ص ۴۸۳۔

[15]۔ خلیفہ، حاجی، کشف الظنون، ج ۲ ص ۱۰۵۲-۱۰۵۳۔

[16]۔ ایضاً، ج ۲ ص ۱۰۵۵۔

[17]۔ ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ج ا ص ۱۱۔

[18]۔ ایضاً، ج ا ص ۱۵۲۔

[19]۔ الجوزی، ابن قیم، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ج ا ص ۴۰۔

[20]۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابو الفداء اِسماعیل، البدایۃ والنھایۃ، ج ۳، ص ۴۹۵۔

[21]۔ سورۃ الزمر: ۶۲۔

[22]۔ سورۃ الانعام: ۱۲۴۔

[23]۔ سورۃ اٰل عمران: ۱۲۳۔

[24]۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابو الفداء اِسماعیل، البدایہ والنھایہ، ج ۲ ص ۳۳۳۔

[25]۔ ایضاً، ج ۲ ص ۲۰۸، ج ۲ ص ۲۰۹، ج ۲ ص ۲۱۱، ج ۲ ص ۲۱۳۔

[26]۔ ایضاً، ج ۲ ص ۲۰۹، ج ۲ ص ۲۱۱۔ ۲۱۲، ج ۲ ص ۲۰۱۔

[27]۔ القسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر، المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، ج ا ص ۳۲۶۔۳۲۷۔

[28]۔ نعمانی، شبلی، ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی، ج ا ص ۳۸۔

[29]۔ الحلبی، برھان الدین الشافعی، السیرۃ الحلبیہ، ج ا، ص ا۔

[30]۔ ایضاً، ج ۲ ص ۲۹۳۔

[31]۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، ج ۱۶ ص ا-ص ۱۸۱۔

[32]۔ عبدالرحمٰن بن عبداللطیف بن عبداللہ، مشاہیر علماء نجد، ص ۲۸۔

مصادر و مراجع

1. القرآن کریم
2. ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم، جوامع السیرۃ، تحقیق: دکتور احسان عباس، دکتور ناصر الدین اسد، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، سن طباعت نامعلوم۔
3. ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر وفیات الاعیان وأنباء أبناالزمان، تحقیق: دکتور احسان عباس، منشورات رضی قم ایران، ۱۳۶۴ھ۔
4. ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، دار القلم بیروت ۱۹۹۳ء۔
5. ابن قیم الجوزی، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، دار احیاء التراث العربی، قاھرہ ۱۹۷۱ء۔
6. ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل، البدایۃ والنھایۃ، تحقیق: صدقی جمیل العطار، دار الفکر بیروت ۱۹۹۷ء۔
7. امام احمد، مسند امام احمد بن حنبل، تحقیق و تخریج، الارنوؤط، شعیب، مرشد، عادل، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۹۵ء۔
8. الترمذی، محمد بن عیسیٰ سنن الترمذی، دار عمران بیروت، سن اشاعت نامعلوم۔
9. الحلبی، برھان الدین الشافعی، السیرۃ الحلبیہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، سن طباعت نامعلوم۔
10. خلیفہ، حاجی، کشف الظنون، دار احیاء التراث العربی بیروت، سن طباعت نامعلوم۔
11. دانش گاہ پنجاب، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور۔
12. الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال، دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البانی الحلبی ۱۹۶۳ء۔
13. سیزگین، فواد، تاریخ التراث العربی، اِدارۃ الثقافۃ والنشر بالجامعۃ العربیۃ السعودیہ ۱۹۸۳ء۔
14. طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، دار المعارف مصر، سن طباعت نامعلوم۔
15. عبدالرحمٰن بن عبداللطیف بن عبداللہ، مشاہیر علماء نجد، دار الیمامہ للبحث والترجمۃ والنشر المملکۃ السعودیہ ۱۳۹۲ھ۔
16. القسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر، المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، تحقیق صالح احمد شاحی، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۹۱ء۔
17. مبارکپوری، قاضی اطہر، تدوین سیر و مغازی، شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند ۱۴۱۰ھ۔
18. نعمانی، شبلی، ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبیؐ، الفیصل تاجران کتب لاہور ۱۹۹۱ء۔

19. C. Van Arendok ،ابن حزم، اُردو دائرہ معارف اِسلامیہ